جلد ۱۸ — شمارہ ۱۱

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

نبوت ۱۳۵۶ ہش — نومبر ۱۹۷۷ء

سالانہ اشتراک

پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اسی روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — چالیس روپے

قیمت فی پرچہ ہذا — ایک روپیہ

— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم —

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

○ نبوت ۱۳۵۶ ہش
○ ذیقعدہ ۱۳۹۷ ھ
○ نومبر ۱۹۷۷ء

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ
دس روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر ... چوہدری محمد ابراہیم صاحب
مطبع ... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت ... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۸ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۱
نبوت ۱۳۵۶ ہش

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

۱۳۵۶ ہش مطابق ۱۹۷۷ء

الحمد للہ کہ مجلس انصار اللہ کا سالانہ مرکزی اجتماع بہت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ یہ اجتماع ۲۸ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک شروع ہوا اور ۳۰ اکتوبر کو ختم ہوا۔ چونکہ یہ اجتماع تین سال کے وقفہ سے منعقد ہوا اس لئے پہلے اجتماعات کی نسبت انصار اور زائرین کی تعداد بھی زیادہ تھی اور پروگرام میں دلچسپی اور انہماک بھی پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔ دیرینہ روایات کے مطابق اجتماع میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، بزرگان اور علمائے سلسلہ کی علمی اور وعظ و نصیحت سے پُر تقاریر کے علاوہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی افتتاحی اور اختتامی تقاریر بہت ایمان افروز تھیں۔

اجتماع کے دوران پنج وقتہ نمازوں اور باجماعت نماز تہجد کا التزام قرآن کریم۔ احادیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کا درس۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے سیرت مہدی علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جید صحابہ کے سوانح انتہائی ایمان افروز تھے۔ علمائے کرام نے مختلف علمی موضوعات پر تقاریر فرمائیں۔ سوالات کے جوابات دیئے۔ مجلس انصار اللہ کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اگلے سال کا بجٹ پاس ہوا۔ مرکزی

قائدین نے سالانہ کارگزاری پر مشتمل رپورٹیں پڑھیں۔ کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ غرض اجتماع کے تین دن کا یہ پروگرام انتہائی مصروف تھا۔ دوسرے دن رات کے کھانے پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی از راہِ شفقت شمولیت فرمائی۔

آخری دن اختتامی اجلاس سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے سب سے اچھا کام کرنے والی مجالس کے ناظمین اضلاع علاقائی اور ناظمین اضلاع کو ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۷ء کی سندات خوشنودی۔ نیز اس عرصہ میں منعقد ہونے والے تعلیمی انعامات میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے انصار اور موجودہ اجتماع پر منعقد ہونے والے تقریری اور ورزشی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والی مجالس اور انصار میں انعامات تقسیم فرمائے۔

آخر میں حضور نے قریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ تک ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب لانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے انسانیت کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کشادہ اور مستقیم راہیں دکھائیں۔ حضور نے قرآنی آیت ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کی تشریح میں امت محمدیہ کی روحانی تاریخ کا تجزیہ فرماتے ہوئے بتایا کہ امت محمدیہ کے منعم علیہ گروہ کے دو حصے تھے ایک گروہ حضور کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تابعین اور تبع تابعین کا تھا جنہوں نے بلاواسطہ یا قریب ترین واسطوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھا اور روحانی فیض پایا۔ اس گروہ میں حضور کے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ آسمانِ روحانیت کے درخشندہ ستارے اقطاب۔ ابدال۔ صوفیا۔ مقدسین اور خدا تعالےٰ سے براہ راست شرفِ مکالمہ پانے والے لوگ تھے۔ مفسرین۔ علماء حدیث۔ علماء کلام۔ اور دنیوی علوم میں مورخ، حساب دان اور اطباء جنہوں نے اس دور کے ہر شعبہ زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ یہ لوگ قیمتی موتیوں کا ایک ڈھیر تھے۔ ہمارے قلوب ان کے احترام سے معمور ہیں لیکن ان کی تمام قابلِ قدر خدمات کے باوجود ہمیں یہ تاریخی حقیقت نظر آتی ہے کہ خلافتِ راشدہ کے مبارک عہد کے بعد امتِ مسلمہ کے اخیار و ابرار کے اس گروہِ کثیر کا کوئی مرکزی نقطہ ایسا نہ تھا جس سے وہ وابستہ رہیں ان میں خلافتِ راشدہ کی طرح کوئی مرکزی نظام نہیں تھا۔ اس لئے امت کے افراد مختلف نقاط کے گرد جمع ہوگئے لیکن وہ سب ایک دوسرے کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ رواداری سے اختلاف رائے کرتے تھے اور بحیثیت مجموعی باوجود ان اختلاف مراکز کے اسلام ترقی کرتا چلا گیا۔

پھر فیج اعوج کی تاریک صدیاں آئیں اور بہت سی خرابی اور بگاڑ پیدا ہوگیا۔ معمولی فقہی اختلافات کو بھی برداشت نہ کیا جاتا تھا۔ اور پھر مہدی علیہ السلام کا مبارک زمانہ آگیا۔ قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے

ارشادات سے یہ ثابت ہے اور تمام متقدمین اس سے متفق ہیں کہ بنی نوع انسان کو امتِ واحدہ بنا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام خاتم الخلفاء مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں مقدر ہے۔

مہدی علیہ السلام کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی آفاقی مہم پُر امن ذرائع اور دلائل و براہین اور آسمانی نشانوں کے ساتھ شروع ہوئی۔ چونکہ جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرنے کی ذمہ واری عائد فرمائی ہے اس لئے منعم علیہم کے اس آخری گروہ میں کوئی ایسا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے جو پہلے گروہ میں نہیں تھا۔ وہ مرکزی نقطہ خلافت ہے اور خلافت احمدیہ یا اللہ تعالیٰ کی قدرتِ ثانیہ کا ظہور دائمی ہے۔ اور قیامت تک ہے۔ حضور نے فرمایا۔

خلافت کے مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کی اہمیت سے آگاہ کرو۔ ہمارا خدا سچے وعدوں والا خدا ہے۔ آپ بھی صدق وصفا کا وہ نمونہ دکھائیں جو پہلے گروہ کثیر نے دکھایا تھا۔ کیا تم نے گزشتہ تین سال میں اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور نشانات کو بارش کی طرح نازل ہوتے نہیں دیکھا۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے لمبی اور پُرسوز اجتماعی دعا کروائی۔ اور یہ مرکزی سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہُوا ۔

ضروری اعلان

اگلے ماہ انشاء اللہ ماہنامہ انصار اللہ کا ایک باتصویر سالنامہ شائع ہوگا جس میں علاوہ دیگر علمی اور تربیتی مضامین کے اجتماع انصار اللہ ۱۹۷۷ء کی مکمل رپورٹ۔ اجتماع میں پڑھے جانے والے مقالہ جات شاملِ اشاعت ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

(کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

شریعت کے ۲ پہلو

حقوق اللہ اور حقوق العباد

"شریعت کے دو ہی پہلو اور بڑے حصے ہیں جن کی حفاظت ہر انسان کو ضروری ہے۔ ایک حقّ اللہ اور دوسرا حقّ العباد

حقّ اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبّت اور اس کی عبادت، اس کے خوف، اس کی اطاعت میں، اس کی ذات میں، صفات میں کسی کو شریک اور برابر نہ بنایا جائے۔ اور حقّ العباد یہ کہ تکبّر، خیانت، ظلم وغیرہ بدخلقی کسی نوع کی اپنے کسی بھائی سے نہ کی جاوے۔ گویا اخلاقی حصّہ میں کسی قسم کا فتور واقع نہ ہو اور کماحقہٗ حقوقِ اخوت کی نگہداشت کی جاوے۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں۔ مگر عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہو تو انسان دو ہی پہلوؤں پر قائم رہ سکتا ہے۔

کسی میں قوتِ غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب ذرا سی بات پر غضب میں آجاتا ہے۔ اور قوتِ غضبی جوش مارتی ہے تو دل اس کا پاک رہ سکتا ہے نہ زبان۔ دل میں کینہ رکھتا ہے اور اندر ہی اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے سوچتا رہتا ہے۔ اور زبان سے گالی دیتا ہے۔ کسی کی قوتِ شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرضیکہ جب تک انسان کی اخلاقی حالت درست نہ ہو۔ وہ کامل ایمان جو منعم علیہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہوتا۔ پس سچا موحد بننے کے بعد اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے حتّی الوسع کوشش دن رات کرنی چاہیئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنّی کا مرض بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرتے ہیں اور

نیک ظن نہیں کرتے۔ بلکہ ایسے ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں جو اس میں نہیں ہوتے۔ اور اگر وہی عیوب اس کی طرف منسوب کرے۔ تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔

پس اوّل یہ ضروری بات ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کرے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے۔ کیونکہ اس سے محبت اور انس بڑھتا ہے۔ اور آپس میں میل جول بڑھنے سے جماعت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسروں کو نکتہ چینی کا موقعہ نہیں ملتا اور خود انسان بھی اپنے عیوب۔ حسد، کینہ، بغض وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن کو اپنے بھائیوں کی نسبت کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ مشکلات کے وقت اپنے اوقات، مال طاقت کو دوسرے کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا کچھ بھی توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں گرفتار ہو تو اس کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی خرچ نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم آیا ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے۔ کہ ہانڈی میں پانی زیادہ ڈال لو۔ اور اپنے ہمسایہ کو بھی دو۔ دیکھو کس قدر تاکید ہمدردی کی ہے۔ مگر برخلاف اس کے آج کل اس حدیث کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ مگر ہمسایہ سے یہی مطلب نہیں جو اپنے گھر کے ساتھ رہتا ہو بلکہ تمہارے بھائی جو تم سے ہزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ وہ سب تمہارے ہمسائے ہی ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ ان سب پر نیک ظن رکھو۔ اور ہمدردی کا کسی پہلو سے بھی ان سے دریغ نہ کرو۔ ہر شخص کو ہر روز مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے۔ اور کہاں تک اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ خدا تعالے تمہاری ہمدردیوں کا بھوکا نہیں۔ اور نہ اسے کوئی پرواہ ہے۔ وہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے احکام نازل کرتا ہے۔ اور تمہاری بہتری کو پسند کرتا ہے۔"

(تقریر حضرت اقدس جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

نعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی فَیْضِ نُوْرِہٖ ۔ فَاَصْبَحْتُ مِنْ فَیْضَانِ اَحْمَدَ اَحْمَدَا

وَھٰذَا مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ الْمُحْسِنِ ۔ وَمَا کَانَ مِنْ اَلْطَافِہٖ مُسْتَبْعِدَا

وَوَاللّٰہِ ھٰذَا کُلُّہٗ مِنْ مُحَمَّدٍ ۔ وَیَعْلَمُ رَبِّیْ اَنَّہٗ کَانَ مُرْشِدَا

وَفِیْ مُھْجَتِیْ فَوْرٌ وَجَیْشٌ لِاَمْدَحَا ۔ سُلَالَۃَ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدَا

کَرِیْمُ السَّجَایَا اَکْمَلُ الْعِلْمِ وَالنُّھٰی ۔ شَفِیْعُ الْبَرَایَا مَنْبَعُ الْفَضْلِ وَالْھُدٰی

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ ھَلْ تَرٰی مِنْ مُشَاکِہٖ ۔ بِتِلْکَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ اَحْمَدَا

○ اور میرے رب نے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض نور کے سپرد کر دیا اور میں احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے احمد ہی بن گیا۔

○ اور یہ سب کچھ خدائے کریم و محسن کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ اس کے الطاف سے ناممکن نہ تھا۔

○ اور اللہ کی قسم! یہ سب کچھ (جو مجھے حاصل ہے) سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ اور میرا رب جانتا ہے کہ وہ (محمدؐ) میرا مرشد تھا۔

○ اور میری روح میں ایک جوش اور ولولہ ہے کہ میں خدائے کریم کے انوار سے آفریدہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کروں۔

○ وہ کریمانہ اخلاق و عادات۔ کامل علم اور کامل عقل کا حامل۔ مخلوق کا شفیع اور فضل و ہدایت کا منبع ہے۔

○ میرے ساتھ کج بحثی کرنے والے! ذرا دیکھ۔ کیا ان نیک صفات میں تجھے احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا کوئی مثیل نظر آتا ہے؟

(کرامات الصادقین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

شانِ قرآن مجید

از نورِ پاکِ قرآں صبحِ صفا دمیده | بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیده
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ نه دارد | ویں دلبری و خوبی کس در قمر نه دیده
از مشرقِ معانی صدہا حقائق آورد | قدِ ہلالِ نازک از نازکی خمیده
آنکس که عالمش شد شُد مخزنِ معارف | واں بےخبر ز عالم کیں عالمے نه دیده
بارانِ فضلِ رحماں آمد بمقدمِ اُو | بدقسمت آنکه از وے سوئے دگر دویده
اے کانِ دلربائی دانم که از کجائی | تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریده
میلم نه ماند باکس محبوبِ من توئی بس | زیرا که زاں فغاں رس نورت بما رسیده

○ قرآن کریم کے انوارِ پاک سے روشن صبح نمودار ہوگئی اور دلوں کی کلیوں پر بادِ صبا چلنے لگی۔
○ ایسی روشنی اور چمک تو آفتاب نیم روز بھی نہیں رکھتا اور ایسا حسن و جمال تو کسی نے چاند میں بھی نہیں دیکھا۔
○ یہ قرآن منبع حقائق سے سینکڑوں نکاتِ معرفت اپنے ساتھ لایا ہے اور نازک ہلال کا قد ان نکات کی نزاکت سے جُھک رہا ہے۔
○ جو شخص قرآن کریم کا عالم ہوگیا وہ معرفت کا خزانہ بن گیا۔ اور جس نے دنیائے قرآن کو نہیں دیکھا وہ دنیا سے بیخبر ہے
○ خدائے رحمٰن کے فضل کی بارش اس کی پیشوائی کو آئی۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو اس کو چھوڑ کر دوسری طرف بھاگتا ہے۔
○ اے معدنِ حسن! میں خوب جانتا ہوں کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ تو اس خدا کا نور ہے جس نے مخلوق پیدا کی۔
○ میرا کسی اور سے تعلق ہی نہ رہا۔ میرا محبوب تو صرف تو ہی ہے کیونکہ تیرا نور اس خدا سے ہم تک پہنچا ہے۔ جس تک ہر فریاد پہنچتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

از جناب شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ

حضرت منشی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار کے صـ۱۵۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدیؑ من قریۃٍ یقال لھا کدعہ ویصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصیٰ البلاد علیٰ عدد اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا و معہ صحیفۃ مختومۃ فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلائھم۔

ترجمہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی کدعہ بستی (جو قادیان کا معرب ہے) سے خروج کریں گے۔ اللہ تعالےٰ اس کی تصدیق فرمائے گا۔ اس کے اصحاب جو اہلِ بدر صحابہ رضؓ کی تعداد کے مطابق ۳۱۳ ہوں گے دُور دُور سے اسکے گرد جمع ہوں گے۔ اور ان کے نام اور مقام وخصائل کا ذکر ایک مطبوعہ کتاب میں فرمائیں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم (مطبوعہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء) میں اپنے ۳۱۳ اصحاب کی فہرست شائع فرمائی۔ ان میں سب سے پہلے نمبر پر منشی جلال الدین صاحب پنشنر سابق میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲ موضع بلانی کھاریاں ضلع گجرات کا نام حضور نے تحریر فرمایا۔ ذیل میں ہم حضرت منشی صاحب کے سیرت وسوانح درج کرتے ہیں۔ ان حالات کے تحریر کرنے میں ہمیں مکرم مرزا محمد اسمٰعیل صاحب بجیب کارکن تحریک جدید کا تعاون حاصل ہوا ہے حضرت منشی صاحب موصوف آپ کے رشتہ میں پڑدادا تھے۔ میرا ارادہ ہے کہ انجام آتھم میں مذکور ۳۱۳ صحابہ کے حالات جمع کر کے ایک کتابی شکل میں شائع کروں (وباللہ التوفیق) جن جن اصحاب کے حالات مجھے ملتے جا رہے ہیں۔ انہیں ماہنامہ انصار اللہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

شجرۂ نسب:۔

حضرت منشی مرزا جلال الدین صاحبؓ مغل برلاس خاندان میں سے تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے:

مرزا ظہیر الدین بابر فرمانروائے ہند و پاک
مرزا عسکری - مرزا ہیبت اللہ بیگ (یہ قندھار افغانستان سے گجرات چلے آئے)
مرزا نظر بیگ - مرزا احمد بیگ - مرزا اگل بیگ - مرزا جمیل بیگ - مرزا ستار بیگ - مرزا غلام قادر
حضرت مرزا (منشی) جلال الدین بلانوی میر منشی رجمنٹ ۱۲ ۔ آپ ۱۸۳۰ء میں مرزا غلام قادر کے ہاں جو کہ بلانی ضلع گجرات میں طبیب تھے پیدا ہوئے ۔ ابھی آپ زندگی کی صرف سات بہاریں ہی دیکھ پائے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۔ اب آپ کے ماموں جان مرزا زین العابدین نے آپ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے لی اور کما حقہ آپ کی نگہداشت اور تربیت فرمائی ، اچھے سے اچھے اساتذہ گھر میں رکھ کر آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ۔ نتیجۃً آپ عربی اور فارسی کے اچھے خاصے عالم بن گئے ۔ آپ کے ماموں جان نے بچپن میں ہی آپ کی شادی کر دی ۔ آپ کے ہاں چار بیٹیاں اور چار بیٹے ہوئے ۔ بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔

۱ - مرزا محمد قیم (لاولد)
۲ - بچپن میں وفات پا گئے نام یاد نہیں ۔
۳ - مرزا محمد اشرف صاحب سابق محاسب و ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان
۴ - مرزا محمد افضل بلانوی

آپ ابھی صرف ۱۴ برس کے ہی تھے کہ آپ کو سرکاری ملازمت مل گئی ۔ یہاں آپ ۱۸۶۴ء تک ملازم رہے ۔ دوران ملازمت آپ بلانی اور جام پور وغیرہ میں رہے ۔ اس زمانہ میں چونکہ تعزیرات ہند کا سمجھنا بے حد دشوار تھا لہٰذا علاقہ کے مجسٹریٹ صاحبان مشکل عبارات آپ سے حل کروایا کرتے تھے ۔ بعد ازاں بعہدہ میر منشی آپ فوج میں بھرتی ہو گئے ۔ ۱۸۹۵ء میں پنشن لے کر فوج سے الگ ہوئے ۔

قبولِ احمدیت :-

اس زمانہ کے بیشتر اخبارات آپ کے زیر مطالعہ رہتے تھے ۔ بنگلور سے شائع ہونے والے اخبار منشور محمدی میں اسلام کے موضوع پر لکھا ہوا حضرت اقدس علیہ السلام کا مضمون نظر سے گزرا ۔ پڑھتے ہی دل نے گواہی دی ۔ کہ یہ مضمون کسی عام آدمی کا نہیں ہو سکتا ۔ ایسی تحریر صرف کسی خدا رسیدہ ہی کے کاوش ذہن کا نتیجہ ہو سکتی ہے ۔ اور یہ یقیناً وہی شخص ہے جس کی آمد کے دن ہیں اور جس کے بارے میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں موجود ہیں ۔ مضمون پڑھتے ہی آپ فوراً قادیان کے لئے روانہ ہو گئے ۔ بٹالہ پہنچے تو ایک بزرگ میاں صاحب مرحوم کے پاس چھ گھنٹے تک قیام کیا اور اپنی آمد کا مقصد بھی بتایا ۔ میاں صاحب نے کمال ہوشیاری سے آپ کو قادیان جانے سے روک دیا ۔ اور آپ واپس لوٹ آئے ۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۸۷۶ء کا ہے ۔ پھر اسی سال

آپ کو کابل کی جنگ پر جانا پڑا۔ آپ کو مہدیٔ دوراں کا بڑی شدّت سے انتظار تھا۔ ہر لحظہ اور ہر لمحہ مصروفِ دعا رہتے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر انہیں اپنے محبوب و برگزیدہ ہستی کی زیارت کی سعادت عطا فرمائیں تا وہ اپنے زمانہ کی عظیم ہستی کی قیادت و راہ نمائی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور ہاتفِ غیبی نے صدا دی کہ یہی مہدی موعود اور مسیح موعود ہے۔ روئے حضرت اقدس کی زیارت کی۔ تو دل کی بے قراریاں کچھ اور فزوں ہوگئیں۔ دعاؤں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ آخر دعائیں مستجاب ہوئیں اور دوبارہ آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو خواب میں اپنے سامنے موجود پایا۔ آپ نے فوراً حضرت اقدس علیہ السلام کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی حضور اب میں آپ کو پہلے کی طرح خاموشی سے جانے نہیں دوں گا۔ اب آپ مجھے اپنے نام اور جائے قیام سے مطلع فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا نام اور جائے رہائش کا نام بتلایا۔ مضمون تو آپ پہلے ہی پڑھ چکے تھے۔ اب خوابوں کے ذریعہ بھی انکشاف ہو چکے تھے۔ لہٰذا دورانِ قیام کابل آپ سخت مضطرب تھے جنگ سے واپسی کے بعد آپ کی رجمنٹ جھانسی چلی گئی۔ یہاں ایک دو سال کے قیام کے بعد ۱۸۸۲ء یا ۱۸۸۳ء میں آپ کو چند ماہ کی رخصت ملی۔ تو آپ نے فوراً قادیان کے لئے رختِ سفر باندھ لیا۔ قادیان پہنچ کر یکہ والے سے مرزا غلام احمد کے ہاں چلنے کے لئے کہا تو وہ کسی اور شخص کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا یہ وہ شخص نہیں جس سے ملنے کے لئے میں یہاں آیا ہوں۔ اس پر یکہ والا آپ کو حضرت اقدس علیہ السلام کے درِ دولت پر لے گیا۔ حضور پُر نور علیہ السلام کو دیکھتے ہی آپ نے پہچان لیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام بڑی ملائمت و شفقت سے پیش آئے۔

اس ملاقات و زیارت کے ذریعہ آپ کے دل سے تمام وساوس خس و خاشاک کی طرح اڑ گئے۔ اور آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام سے درخواستِ بیعت کی۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔

"مجھے بیعت لینے کا کوئی حکم نہیں ملا۔ آسمان پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں اس مذہب کو کون شخص سنبھالے گا"

اس کے بعد آپ پہلے گھر اور پھر ملازمت پر چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے یہ وطیرہ بنالیا کہ جب بھی رخصت ملتی بجائے گھر جانے کے سیدھے قادیان جاکر زیارت حضرت اقدس سے فیض یاب ہوتے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود اور مہدی موعود سے گہری عقیدت و وابستگی تھی اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے؛

بیعت :-

اسی دوران جب اعلان بیعت ہوا تو آپ نے پتہ چلتے ہی فوراً آکر بیعت کرلی۔ آپ کا نام انجام آتھم میں ۳۲۳

صحابہ کرام کی فہرست میں سر فہرست ہے۔

ابتدا میں حضرت اقدس علیہ السلام اپنی اکثر تصانیف کی کتابت اپنے مخلص دوستوں سے کروایا کرتے تھے چنانچہ حضور کے ایماء پر آپ نے "اسلامی اصول کی فلاسفی کی کتابت فرمائی۔

عشقِ قرآن پاک:۔

ایک دفعہ مکرم ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اور آپ قادیان جا رہے تھے۔ دوران راہ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے سورۃ المرسلات سنائیں وہ سنانے لگے تو آپ پر خشیت اللہ غالب آنے لگی، چنانچہ وہ پڑھتے چلے گئے اور آپ کی آہوں اور سسکیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ سورۃ ختم ہوئی تو پھر اس کی تلاوت کے لئے ارشاد فرمایا انہوں نے سورۂ مذکورہ کی تلاوت کی اور آپ اسے سنتے اور روتے اور تڑپتے رہے، بار بار اصرار سے آپ نے یہی سورۃ سنی اور خوفِ خداوندی سے لرزہ براندام ہوتے رہے۔

توکل علی اللہ:۔

ایک روز دوپہر کے وقت ایک غیر آباد علاقہ سے گزر رہے تھے کہ شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوئی۔ یہاں بھلا بھوک اور پیاس مٹانے کا سامان کہاں سے آتا۔ لیکن آپ نے خدا تعالےٰ سے دعا فرمائی تو اچانک تھوڑے فاصلہ پر ایک خیمہ ایستادہ نظر آیا۔ آپ کشاں کشاں وہاں پہنچے۔ تو دیکھا کہ اس کے اندر میز پر انواع واقسام کے کھانے چنے ہیں۔ ایک کونہ میں ایک پلنگ بھی بچھا ہے۔ جو صاف شفاف بستر اور تکیہ سے آراستہ ہے۔ آپ نے سیر ہو کر کھایا پیا۔ اور پلنگ پر لیٹ کر خوب استراحت کے مزے لینے لگے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو کسی چیز کا نام ونشان تک نہ تھا۔ گویا اللہ تبارک وتعالےٰ نے کشفی رنگ میں آپ کی ضیافت کا انتظام فرمایا تھا۔ یہ توکل ہی تو تھا جس نے آپ کو بنجر علاقہ میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے نوازا۔

خدمتِ قرآن:۔

۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کا نکاح ایک باکرہ کے ساتھ کیا ہے۔ آپ نے اپنا خواب حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے بیان کیا۔ حضور نے فرمایا آپ کوئی دینی خدمت کریں۔ نیز ارشاد فرمایا۔ نجوم الفرقان یعنی قرآن کریم کی تخریج الآیات تیار کریں۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۲ء کی ابتداء میں ہی یہ کام شروع کر دیا۔ جس پر بعض دوسرے احباب نے بھی حصہ لیا۔ ازاں جملہ ایک شخص زمان شاہ صاحب غیر احمدی تھے اور دوسرے حضرت منشی محمد الدین صاحب کھاریاں تھے۔ بقیہ عمر صرف اسی کام میں بسر ہوئی۔ ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۳ء تک بڑی سرگرمی اور جانفشانی سے اس کام میں منہمک رہے۔

نومبر ۱۹۰۱ء میں معہ اہل وعیال قادیان تشریف لائے۔ مہینہ سوا مہینہ یہاں قیام فرمایا۔ دورانِ قیام ایک روز

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا "منشی صاحب آپ کام کب تک ختم کردیں گے"۔ ابھی آپ جواب بھی نہیں دے پائے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام پھر فرمانے لگے "کیا آپ کا کام مارچ اپریل تک ختم ہو جائے گا"۔ ابھی جواب کچھ بھی نہیں سنا تھا کہ پھر ارشاد فرمایا "کیا مئی جون تک ختم کردیں گے۔ یہ سنتے ہی آپ بھانپ گئے کہ اب وقت رخصت قریب ہے۔ لہٰذا اور زیادہ تندہی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ اگست ۱۹۰۲ء میں جبکہ کتاب کے صرف چند ایک صفحے باقی تھے۔ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

وفات :-

آخری بیماری میں آپ کی یہ تمنا بڑی شدت اختیار کر گئی کہ آپ کا مدفن قادیان ہو۔ بیماری تشویشناک تھی اس حالت میں قادیان کے سفر کے لئے پالکی منگوائی۔ اچانک تیز بارش شروع ہوگئی۔ اب سب منتظر تھے کہ بارش تھمے اور روانہ ہوں۔ لیکن قضائے الٰہی سے آپ وفات پا گئے۔ اور بجائے قادیان مدفن بننے کے بلانی ہی کو یہ فخر ملا کہ جائے پیدائش اور مدفن بنی۔ آپ کی وفات اگست ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔

مکرم ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحب روایت کرتے ہیں کہ وہ اور منشی محمد دین صاحب ۱۹۰۲ء کے جلسہ سالانہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کندھے دبا رہے تھے کہ اسی اثناء میں غالباً حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کی کہ حضور حضرت منشی جلال الدین صاحب وفات پا گئے ہیں اور اس بات پر افسوس کیا کہ کتاب "ثوابتِ قرآنی غلام احمد قادیانی" وہ مکمل نہ کر سکے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا "منشی صاحب ہمارے بے نظیر دوست تھے"۔ افسوس یہ کتاب مکمل تو ہو چکی ہے لیکن ہم اسے شائع نہ کروا سکے۔ وہ قرآن پاک جس کو دیکھ کر آپ نے یہ کتاب مرتب کی تھی اور مرتبہ کتاب دونوں آپ کے فرزند نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔

خریداران کے لئے قابلِ توجہ

محترمی

اگر کسی ماہ کی بیس تاریخ تک آپ کو رسالہ نہیں پہنچتا تو از راہ کرم اپنے خریداری نمبر کے حوالہ سے آپ ہمیں لکھئے۔ ہم دوسرا رسالہ بھیج دیں گے

مینیجر

جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔ اے
سابق مبلغ مغربی افریقہ و فجی

شہہ رگ سے بھی تری ہے وہ تیرے قریب تر

نا داں! تیری اپنی نظر کا قصور ہے
ورنہ خدا کے نور کا ہر جا ظہور ہے

جس آنکھ کو تری نہیں کچھ اس کا شوقِ دید
اے کم نگاہ اس میں یقیناً فتور ہے

شہہ رگ سے بھی تری ہے وہ تیرے قریب تر
تیرے خیالِ خام میں جو تجھ سے دور ہے

وہ جانِ کائنات وہ سرچشمۂ حیات
دل کا ترے سرور ہے آنکھوں کا نور ہے

اُس نورِ لازوال کا پَرتو ہے تیرا حُسن
اس کے کرم سے ہی تجھے عقل و شعور ہے

جز سانس اور کچھ بھی نہیں ہے یہ زندگی
پھر اس پہ جانے کیوں تجھے اتنا غرور ہے

آئینہ دارِ شانِ کلیمی ہو تُو اگر
ہر کوہ تیرے واسطے پھر کوہِ طور ہے

اک بار آکے دیکھ تو ربوہ کا شہر بھی
گھر گھر جہاں دمکتا محمد کا نور ہے

اب مرکزِ خلافتِ اسلام ہے یہی
اور اک نشانِ رحمتِ ربِّ غفور ہے

پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے ربوہ

جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی

قرآن کریم کی سورۃ الصف کی آیتِ کریمہ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی کی ہے کہ ایک وقت آئے گا جبکہ اسلام تمام ادیان باطلہ کو کامل طور پر مغلوب کر لے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ موعود غلبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اور خلیفہ مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں مقدر ہے۔ اس پیشگوئی کے مطابق تیرھویں صدی کے اختتام پر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا حدیث کا جو اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِأتَیْنِ ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعدادِ حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے۔

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰

اس نام کے عدد پورے ۱۳۰۰ ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعدادِ حروفِ تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۱۸۵ بحوالہ تذکرہ طبع دوم ص۱۸۵)

حضور علیہ السلام پر ماموریت کا الہام اس سے بہت قبل نازل ہو چکا تھا جس کا اعلان آپ نے مارچ ۱۸۸۲ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ سوم میں کیا۔ اور وہ الہام یہ ہے۔

يَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَاءُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ
سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ
وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ
فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ
لَقَدِيْرٌ۔ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ۔ (تذکرہ طبع ثانی ص۴۴)

ترجمہ: اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے (دشمنانِ اسلام کی طرف) جو تیر تو نے چلائے وہ تو نے نہیں چلائے بلکہ خدا نے چلائے تھے۔ رحمٰن خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے (یعنی اس صورت میں اللہ تعالےٰ مجھ سے وہی سلوک کرے گا جو مفتری علی اللہ کے لئے مقرر ہے) خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین (یعنی دین اسلام) کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ان کو (یعنی تیرے متبعین کو) ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے گا۔ اور یقیناً اللہ تعالےٰ ان کی مدد کرنے پر پورے طور پر قادر ہے۔ (یعنی وہ ان کی مدد کے لئے اترے گا۔ اور دنیا کو اپنا دستِ قدرت دکھلائے گا) وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی کرتے ہیں اور کریں گے۔ ان کے لئے ہم کافی ہیں (یعنی تجھے ان کی وجہ سے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے خود نپٹ لے گا۔)

ماموریت کے اس مندرجہ بالا اعلان کے بعد سعید الفطرت لوگ آپ کی طرف کھچے چلے آئے۔ اور ان میں سے بعض نے آپ سے مطالبہ کیا۔ کہ آپ ان سے بیعت لیں۔ مگر آپ انہیں یہی جواب دیتے کہ اس بارہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ ایسا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۸۸۸ء کا سن آگیا اور آپ پر اس سال کے

آخری حصہ میں یہ وحیٔ الٰہی نازل ہوئی۔

إِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ ۔

(یکم دسمبر ۱۸۸۸ء سبز اشتہار صفحہ ۲۴ بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۱۷۳)

ترجمہ:۔ جب تو عزم کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت نظام جماعت کی کشتی تیار کر جو لوگ تیرے ہاتھ بیعت کریں گے۔ وہ در اصل خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

اس وحی الٰہی کے بعد حضور علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا کہ جو احباب آپ سے حکم خداوندی کے ماتحت بیعت کرنا چاہتے ہیں وہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ پہنچ جائیں۔ وہاں ان سے بیعت لی جائے گی۔ چنانچہ مخلصین اس تاریخ کو لدھیانہ پہنچ گئے۔ اور بیعت اولیٰ لدھیانہ میں ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء بروز شنبہ ہوئی۔ اور جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھ دی گئی۔ سب سے پہلے حضرت حاجی الحرمین مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بیعت لی گئی۔

قرآن کریم کی سورۃ الفجر سے ظاہر ہے کہ اسلام کی فجر مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ یکدم ظاہر نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے ایک سو سال کے بعد ظاہر ہوگی۔ تفصیل کے لئے دیکھیں تفسیر کبیر تفسیر سورۃ الفجر۔ یہ تفسیر حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۴۵ء میں شائع فرمائی تھی۔ اس تفسیر میں احمدیت اور اسلام کی فجر کے طلوع کے لئے مختلف اندازوں کے ذریعہ حضور نے چار سن لکھے ہیں اور اس میں سے آخری سن ۱۹۹۰ء لکھا ہے کہ انشاء اللہ العزیز اگر اس سے قبل نہیں تو اس سن تک احمدیت کی فجر ضرور طلوع کرے گی۔

ہمارے موجودہ امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ احمدیت کی دوسری صدی انشاء اللہ العزیز اسلام کی فتوحات کی صدی ہوگی۔ اور جماعت احمدیہ کے قیام پر ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو سو سال پورے ہوجائیں گے۔ اس وجہ سے یہ سال جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا سال ہوگا۔ اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر بجالانے کے لئے جوبلی کی تقریب منائے گی۔

گویا یہ تقریب جماعت احمدیہ کے لئے ایک انتہائی خوشی کی تقریب ہوگی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرتوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ اپنی عمر کی اس دوسری صدی میں داخل ہوگی جو کہ غیر معمولی فتوحات کی صدی ہے۔ فرزندانِ احمدیت بڑے شوق و ولولے کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور صد سالہ جوبلی فنڈ کے ذریعہ اس تقریب کو شایانِ شان طریق سے منانے کے لئے مالی قربانی پیش کر رہے ہیں اور امام وقت کے

ارشاد کے ماتحت آپ کے بتائے ہوئے اَوراد و اَذکار کے روحانی پروگرام پر بھی عمل پیرا ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۷۶ء میں جب گوٹن برگ سویڈن کی مسجد ناصر کا افتتاح فرمایا تو اس موقعہ پر ایک کانفرنس میں آپ نے فرمایا کہ

"یہ جماعت اس دن سے ہی جبکہ اس کی بنیاد رکھی گئی اسلام کے دنیا میں غالب آنے کا انتظار کر رہی ہے۔ اور مصروفِ عمل رہتے ہوئے اس دن کا انتظار کرتی چلی جائے گی۔ جبکہ خدائی وعدوں کے بموجب غلبۂ اسلام کا دن طلوع نہ ہو جائے۔" (الفضل ۲ نومبر ۱۹۷۶ء)

فرزندانِ احمدیت کے سامنے جب ان کے امام ہمام نے اس آنے والی مبارک تقریب صد سالہ جوبلی کا اعلان کیا اور اس کے استقبال اور تیاریوں کے لئے اڑہائی کروڑ روپے کا مطالبہ پیش کیا۔ اور ساتھ ہی کہا کہ آپ کی خواہش یہ ہے کہ جماعت پانچ کروڑ پیش کرے۔ تو احمدیت کے پروانوں کے شوق و ولولہ کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے مقررہ تاریخ تک اڑھائی کروڑ یا پانچ کروڑ کی بجائے دس کروڑ کے وعدے اپنے امام کے سامنے پیش کر دیئے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ انہیں ان کے امام نافلۂ موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ خوشخبری سنائی تھی کہ اس تقریب کے ساتھ احمدیت کی دوسری صدی شروع ہوگی جو غلبۂ اسلام اور فتوحاتِ دینیہ کی صدی ہے۔ اس اعلان نے احمدیت کے پروانوں میں ایک عجیب سرور اور ولولہ پیدا کر دیا۔

اس کی خوشخبری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات میں بھی ملتی ہے مگر واضح طور پر ایک تاریخ مقرر کر کے اس تقریب کے منانے کا اعلان اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے ہوا ہے۔

۱۹۰۶ء میں اللہ تعالیٰ نے جب مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولادت کی خوشخبری دی تو اس وقت بھی ایک خوشی کا مژدہ اس کے ساتھ شامل کیا گیا۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مہدی معہود علیہ السلام پر جو وحی نازل ہوئی۔ اس میں سے بعض الہامات یہ ہیں:۔

"آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ ساقیا! آمدنِ عید مبارک بادت۔"

(تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۶۳۳)

یعنی آپ کے گھرانے میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو عقلمند، پختہ کار اور بردبار ہوگا۔ اور مہدی علیہ السلام کے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد مرحوم کا قائمقام اور ان کی شبیہہ ہوگا۔ اے ساقیا عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

اس وحی الٰہی کے بعد حضرت مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھرانے میں جو مولود مسعود پیدا ہوا۔ وہ ہمارے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی تھے۔ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر تعلیم الاسلام کالج کی ایک تقریب میں قادیان دارالامان کے زمانے میں فرمایا کہ مرزا ناصر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ کے مصداق ہیں۔ اور "ہمارے" بھائی مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم سے ان کی شکل وصورت ملتی ہے۔

مندرجہ بالا وحیٔ الٰہی میں اس نافلۂ موعود کی ولادت کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی معہود علیہ السلام کو آنے والی ایک عظیم عید کی مبارک بھی دی۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کھلے الفاظ میں تاریخ مقرر کرکے اس نافلۂ موعود ایدہ اللہ الودود نے اب جماعت کے سامنے ایک عظیم تقریب کا اعلان کیا ہے جو فرزندانِ احمدیت کے لئے بڑی مسرتوں کی حامل ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ احمدیت کے پروانے بڑی مستقل مزاجی اور استقامت کے ساتھ اس تقریب کے استقبال کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔ درمیان میں آنے والے ابتلا اس آسمانی قافلے کے قدموں میں جو غلبۂ اسلام کی عظیم شاہراہ پر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا رواں دواں ہے کوئی لغزش پیدا نہیں کرسکے۔ جیسا کہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام فرما چکے ہیں کہ

> "پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اسے جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔
>
> مگر وہ سب لوگ جو آخر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔"

(رسالہ الوصیت)

ابتلاؤں اور حوادث کی آندھیوں کے باوجود روحانی قافلہ بیش از پیش تیز قدمی کے ساتھ جانب منزل رواں ہے اور ایک پُر کیف ولولہ اور شوق کے ساتھ آنے والی تقریب صد سالہ جوبلی کے لئے سراپا انتظار بنا ہوا ہے یہ شوق اور ولولہ کا مظاہرہ ہی تھا کہ امام نے جس قدر رقم کا مطالبہ کیا تھا جماعت نے اس سے کئی گنا زیادہ رقم کے وعدے آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیئے۔

اے فرزندانِ احمدیت! تمہیں مبارک ہو کہ تم دنیا کے سامنے اپنے ایمان کا ایک حیران کن مظاہرہ پیش کر رہے ہو اپنے اس شوق اور ولولہ کو قائم رکھو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ ہمیں اس جذبہ کو اپنی انتہا تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس شوق اور ولولہ کے ساتھ آپ نے دس کروڑ کے وعدے پیش کر کے اہلِ دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر جوش و مسرت کے ساتھ اب ان وعدوں کو پورا کیجئے تا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں نافلہ موعود ایدہ اللہ الودود کی قیادت میں فتوحات و غلبۂ اسلام کی صدی میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ احمدیت کی آنے والی صد سالہ جوبلی ایسی عظیم الشان ہو اور آسمان کے فرشتے ہر احمدی کے کان میں یہ آواز دیں

ساقیا! آمدنِ عیدِ مبارک بادت

خدا کرے یہ تقریب ہمارے لئے بھی مبارک ہو اور پھر ساری دنیا کے لئے بھی مبارک ہو۔ اور خدا وہ دن جلد لائے کہ شجرِ احمدیت جس کی تخم ریزی مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی اِستویٰ علیٰ سُوقہٖ کے مطابق اپنے مضبوط تنے پر قائم ہو جائے اور اس کی شاخیں فضل اور رحمت کا سائبان بن کر چاردانگ عالم کا احاطہ کر لیں۔ اور صدیوں کی دُکھیا انسانیت اس کے ٹھنڈے سایہ تلے تا ابد آرام کرے۔ اور یہ امر وہ ہے جو ہو کر رہنے والا ہے۔ ہماری حقیر کوششیں اور قربانیاں تو اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے جو اس نے ہم پر نازل کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اسلام کا موعود غلبہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے دستِ قدرت سے ہی ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

وَ اٰخِرُ کَلِمِنَا حَمْدٌ وَّ شُکْرٌ
لِرَبٍّ مُّحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانِ

از مکرم ماسٹر امیر عالم صاحب شیخوپورہ

مقصدِ حیاتِ انسانی

جب سے انسانی شعور بیدار ہوا مخلوقِ الٰہی اس راز کی حقیقت معلوم کرنے میں بھٹکتی رہی کہ اس دنیا کی پیدائش کی غرض وغایت کیا ہے۔ یہ سوال طبعاً موجودہ عقلی پختگی کے زمانہ میں مفکرین عالم کو زیادہ پریشان کر رہا ہے انسانی زندگی دو طرح پر تقسیم ہے دینی اور دنیاوی۔ آبادی کے لحاظ سے سوادِ اعظم دنیادار مخلوق پر مشتمل ہے۔ دنیادار مخلوق کا تعلق خدا تعالےٰ سے نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر وہ جملہ دنیوی علوم میں اگرچہ طاق ہی کیوں نہ ہو وہ ہستی باری تعالےٰ کی حقیقت سے منکر اور بے خبر رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہیچو قسم سوالات زیادہ تر اسی طبقہ کے لوگوں کی دماغی پریشانی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ دنیوی علوم مثلاً فلسفہ، منطق، علم النفسیات اور سائنس وغیرہ غرضیکہ ہر علم کی انتہا، چونکہ اسی دنیا کے کناروں تک محدود ہے۔ اس لئے وہ مجبور ہیں کہ وہ اپنے مبلغ علم کے مطابق حیاتِ انسانی کے متعلق ذاتی نظریے قائم کر لیں۔ اسے نظریۂ حیات کہا جاتا ہے۔ مفکرین نے جو عقل کی تگ ودو سے جس قدر نظریات کا انبار لگایا ہے۔ وہ سب اسی دنیا میں انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کی عقلی حدود ہیں جیسے خدمتِ بنی نوع، باہمی الفت ومحبت، مشاہدہ نفس، مطالعہ فطرت، ترکِ نفس، اثباتِ ذات وغیرہ۔ اگرچہ یہ تمام نظریے مقصدِ تخلیقِ حیات کا محض ایک رُخ پیش کرتے ہیں۔ مگر وہ سب عقلِ انسانی کی کوتاہی اور کم فہمی پر مبنی ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نابینا کوئی شے ڈھونڈھ رہا ہو۔ مگر نابینائی کی وجہ سے اسے پا نہیں سکتا۔ دنیا کی غلط روی کی مثال ایسی ہے۔

- مقصدِ تخلیقِ حیات معلوم کرنے کا سب سے بڑا گُر یہ ہے کہ خلاقِ عالم خود اس غرض وغایت کو بیان کرے کہ اس نے دنیا کیوں پیدا کی۔
- دوسرے یہ کہ خدا تعالےٰ اس غرض کے مطابق مثبت شواہد سے کردارِ حیات کی عملی طور پر تصدیق وتثبیت کرے۔
- تیسرے اس کے نتائج مقصدِ حیات کو پورا کرنے والے ہوں جو سب کے سامنے ہوں اور دنیا ان سے مستفیض ہو۔
- انسانی نظریات دریں بارہ ہماری راہ نمائی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کا خدا تعالےٰ سے کوئی تعلق نہیں جس نے

دنیا پیدا کی۔ اٹکل پچو باتوں سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوا کرتا۔ البتہ اسلامی تعلیم ان تمام عوامل ضروریہ سے مسلم ہونے کے باعث اس حقیقت کو کھول کر بیان کرتی ہے۔

اسلامی تعلیم میں یہ تینوں حل موجود ہیں۔ اوّل خلاق نے خود اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا۔ دوم اس حقیقت کے حصول کے ذرائع اور مثبت شواہد بیان کر دیئے۔ سوم اس کے نتائج سے مقصدِ حیات کی تصدیق و تائید کر دی۔

سورۃ الفاتحہ کا لفظ رب العالمین اس حقیقت کی کنہہ ظاہر کرنے کے لئے بیان ہوا ہے۔ یہ دو الفاظ کا مختصر مجموعہ مگر خدا تعالیٰ نے اپنی صفتِ ربوبیت بیان کر کے گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ لفظ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ اس دنیا کی پیدائش کا مقصد ربوبیت العالمین ہے۔ جس کا فعل حیات عالم کے ہر شعبہ میں محل کناں ہے۔ اس کے ضمن میں خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات انسان کو جس غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس غرض کی تکمیل میں ہر شعبہ حیات میں ربوبیت کا عمل کارفرما ہے۔ ربوبیت کے معنی ہیں کسی شے کو کسی غرض معینہ کے لئے معمولی حالت سے مدارج عالیہ تک پہنچانا جس سے وہ مقصد پورا ہو جائے۔ کلام الٰہی میں حیاتِ انسانی کا اصل مقصد

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝

ارشاد ہوا ہے جس میں عبادت کے ذریعہ عرفانِ الٰہی کا حصول اور عرفانِ الٰہی سے مظہر ذاتِ الٰہیہ بننے کا مفہوم مضمر ہے اس کے تحت حیاتِ انسانی کے کردار میں اوصافِ حمیدہ مثل نیکوکاری۔ ہمدردیٔ بنی نوع۔ ایثار۔ مساوات، عفو، درگذر، رواداری، تحمل و بردباری، تقدس، تقوےٰ اور روحانیت وغیرہ خصائل ستودہ کی پرورش لازمی ہے۔ اسلامی تعلیم محض اوصافِ حمیدہ کی پرورش کو مقصدِ حیات قرار نہیں دیتی۔ بلکہ انہیں معرفت الٰہی کے حصول میں لازمی شیون و شمائل بیان کر کے اور ممد و معاون کی صورت میں پیش کر کے اصل مقصدِ حیات کے حصول کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ جو انسان کے مظہر الوہیت بننے پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ہے حیاتِ انسانی کا اصل مقصد جس سے غافل رہ کر ابنائے زمانہ نے طبع زاد مقاصدِ حیات مقرر کر کے ٹھوکریں کھائیں۔ ظاہر ہے کہ خلاق عالم کی نیتِ تخلیق سے آگہی کے بغیر طبع زاد مقاصدِ حیات سے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خالق و مخلوق میں کوئی رشتہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی بندہ مظہرِ ذات بن سکتا ہے۔ وہ مقاصدِ حیات انسانی کور چشمی اور بے بصیرتی اور دوں ہمتی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مفکرین اور علماء اس باب میں محض تہیدستی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور غیر یقینی کا شکار ہیں۔

یہ تو رہی عقلی دلیل کہ خلاقِ عالم سے بڑھ کر کون مقصدِ حیات بیان کر سکتا ہے۔ اب ذرا اسے حقائق و شواہد

کے پیمانہ سے ناپیئے۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، پھر مخلوق کی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت قائم فرمایا۔ چنانچہ انبیاء ہر زمانہ اور ہر قوم میں مبعوث ہوتے رہے۔ روحانی ربوبیت کا عمل ظاہر کرتا ہے کہ انسان حصول ہدایت کے لئے ہادیوں اور مصلحین کی راہ نمائی کا محتاج ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے انبیاء کو دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر بھیجا۔ تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے مجسمۂ ہدایت کے افعال و کردار اور تعلیم ہدایت سے نور پاکر ان کی تقلید کر کے مقصدِ حیات کی برآری کر سکیں۔ اور فضائلِ نعمائے الٰہیہ سے متمتع ہو سکیں۔ اور اس ذاتِ غیب تک پہنچ سکیں۔ جو حیاتِ انسانی کی منتہا اور نصب العین ہے۔

بعثتِ انبیاء سے مقصدِ حیات عقلی دلائل سے نکل کر حقائق و شواہد تک پہنچ جاتا ہے۔ جبکہ انبیاء کے متبعین تعلیم ہدایت کی پیروی کے ذریعہ اس مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہ گویا بندگانِ الٰہی کا ذاتی تجربہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انبیاء کی بعثت سے ہر قوم اور ہر زمانہ میں اولیاء اللہ، ائمہ کرام اور علمائے حق کا وجود اس کے مجسم ثبوت ہیں۔ متبعین کا حیاتی کردار فلسفیوں اور مفکروں کے کردار سے سراسر مختلف ہوتا ہے۔ وہ ساری عمر شک و شبہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور ان بزرگ حضرات کے قلوب نورِ حقیقت سے منور رہ کر یقین و اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اب رہی تیسری بات آیا یہ اعتبارِ نتائج یعنی انبیاء کے ذریعہ اصلاحِ خلق اہلِ عالم کے حق میں مفید ہے یا نہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ قوموں کی اصلاح اور بین الاقوامی معاملات کا سود و بہبود اسی راز میں مضمر ہے۔ ورنہ اس کے برعکس خسارہ ہی خسارہ ہے۔ دنیا انسان کو سطحی زندگی کی طرف کھینچتی ہے۔ اور یہی، فلسفیوں کی ناکامی ہے۔ اس کے برعکس آسمانی تعلق بالفاظ دیگر تعلق باللہ انسان کا دنیوی علائق سے بالاتر رفعتوں کی طرف روحانی رفیع کرتا ہے۔ جو دنیا کو اس کی نظر میں حقیر اور لاشے بنا دیتے ہیں۔ ترکِ نفس اور ترکِ ذات ہی وہ جوہر قابل ہے جس سے انسان خدا تعالیٰ کی طرف راغب ہو کر مخلوقِ الٰہی کا بے غرض خیر خواہ خادم بن جاتا ہے۔ اور اس میں وہ صفاتِ الٰہیہ موجزن ہو جاتی ہے۔ جو مظہرِ ذات بننے کے لئے ضروری ہیں۔ تعلق باللہ پر یہ مصرعہ صادق آتا ہے ع

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

تعلق باللہ سے صفاتِ الٰہیہ کے نور سے انسانی قلب منور ہو جاتا ہے۔ اور وہ دنیا سے یکسر الگ اور غنی ہو جاتا ہے۔ جس طرح خدا دنیا کا محتاج نہیں بلکہ دنیا کے فائدے کے لئے اُس کی صفاتِ حسنہ کام کر رہی ہیں۔ اسی طرح مومن بندہ اس دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ اور بنی نوع کی خیر خواہی اور ہمدردی اس کی فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔ پس یہ اعتبارِ نتائج بھی معرفتِ الٰہی لازمی مقصدِ حیات ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے اس کے سوا کوئی اور ر

چارہ نہیں کہ بندہ خدا کی طرف لوٹے۔ یعنی انسانی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر حسن و احسان میں اس کا نظیر بن جائے۔ اور اس کے بعد وہ راہ خدا میں حقوق العباد کی ادائیگی کی نیت سے جملہ خداداد طاقتوں اور صلاحیتوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دے۔ یہ وہ موت ہے جو انسان خدا کی خاطر اس دنیا میں اپنے نفس پر وارد کر لیتا ہے۔ اور ایسے افراد کے بابرکت دم قدم سے دنیا مصیبت کا گھر بننے کی بجائے اہل عالم کے لئے ارض عالم جنت عدن بن جاتی ہے۔

عقل انسانی بھی تسلیم کرتی ہے کہ وہ دنیا جس کی تخلیق و تعمیر میں اربوں سال لگے ہوں۔ اس کا مقصد محض اتنا ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ آدمی اس میں پیدا ہو کر چند سال زندگی گزار کر مر جائے۔ خواہ اس کی زندگی گناہوں سے بھری ہوئی کیوں نہ ہو۔ گنہگارانہ زندگی مقصد حیات کو بالکل باطل کر دیتی ہے۔ اور گناہوں سے پاک حقوق اللہ و حقوق العباد کی بجا آوری مقصد حیات کی تکمیل اور اس کے حصول کا ایسا سریع الفہم معقول اور تسلی بخش ذریعہ ہے جسے انسان بالطبع قبول و تسلیم کرنے پر آمادہ ہے۔ دنیا و مافیہا اور آسمان غرضیکہ کل کائنات کی پیدائش عقل انسانی کو اس امر کے ماننے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اگر وہ سب کچھ حضرت انسان کی ضرورتوں کی فراہمی کے لئے مخلوق ہوا ہے تو کائنات سے وراء خالق عالم کی لدنی اور غیر مرئی ہستی کی تلاش و جستجو اور تعلق باللہ لازمی امور ہیں جن سے کوئی بے نیاز نہیں ہو سکتا تعلق باللہ انسان کو عالم وراء الوراء سے متعلق ہونے میں مدد دیتا ہے۔ جس کی تعلیم محض اسلامی تعلیم و ہدایت میں مضمر ہے۔

یہ ہے وہ مقصد حیات جو اسلامی تعلیم کا لازمی عنصر ہے جس غرض کے لئے انسان پیدا ہوا اور جس کے حصول پر اسلام اقدار حیات بتا کر زور دیتا ہے۔ اور جس کی تعلیم کے لئے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شمع ہدایت بن کر تشریف لائے۔ اور جس کے نور سے اسلامی دنیا پاکباز بندوں کے نور سے منور ہوتی رہی۔ اور ہوتی رہے گی انشاء اللہ العزیز۔

لوازمات دُعائے کامل

"دعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو اضطراب اور گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالےٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچ جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم ص۹۳)

از جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن

وفاتِ مسیح علیہ السلام پر ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد

جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے جون ۱۹۷۸ء کے پہلے ہفتہ میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے جس کا عنوان "Deliverance of Jesus from the Cross" ہوگا۔ اس موقعہ پر سہ روزہ مجالس مذاکرہ کے علاوہ اس موضوع سے متعلق کتب، رسائل، اخبارات اور سلائیڈوں کی نمائش بھی ہوگی۔ اور ریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات وغیرہ کے نمائندوں کے لئے پریس کانفرنس اور خصوصی انٹرویوز کا انتظام کیا جائے گا۔

اس کانفرنس کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی ہے کہ پچھلے چند سالوں میں بہت سے مستشرقین اور تاریخ دانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی، صلیبی موت سے نجات، واقعہ صلیب کے بعد مشرق کی طرف سفر اور کشمیر میں عیسائی آثار کی موجودگی پر تواتر سے کتابیں لکھی ہیں اور اٹلی کے شہر ٹورین میں محفوظ کفن کی تاریخی حیثیت پر جدید ترین سائنسی ذرائع سے تحقیق کے نتائج سامنے آئے ہیں۔ اسی کفنِ مسیح پر تحقیق کے لئے حال ہی میں لنڈن میں عیسائیوں کی ایک بین الاقوامی کانفرنس بھی ہوئی ہے اور آئندہ مئی ۱۹۷۸ء میں اس پارچہ کی نمائش اور مزید تحقیق پر مشتمل ایک کانفرنس بھی ہو رہی ہے۔ ان حالات میں یہ امر متوقع تھا کہ ۱۹۷۸ء کا اوائل عیسائی دنیا میں ان موضوعات کی نسبت سے خوب ہنگامہ آرا ہوگا۔

غیر مسلم محققین میں سے اب کئی یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی وفات صلیب پر واقع نہیں ہوئی تھی۔ اور جتنا عرصہ انہیں قبر میں رکھا گیا تھا اس دوران فی الواقع وہ زندہ تھے۔ اور اس کے بعد انہوں نے جانب مشرق افغانستان کشمیر وغیرہ کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اس وقت کفن پر خصوصی توجہ عیسائی کانفرنسوں وغیرہ کے اثر سے یہ امکان غالب ہے کہ یہ نظریہ مزید مستحکم ہوگا۔ اور جلد ہی ایک مسلمہ حقیقت کا درجہ اختیار کر لے گا۔

چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچائے جانے اور بعدہٗ رفع الی السماء کے ابطال کا نظریہ (THESIS) سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مثبت شہادتوں اور قاطع دلیلوں کے ساتھ پیش فرمایا تھا اس لئے ہم احمدیوں کے لئے کفنِ مسیح کی شہادت جدید تحقیقات اور اس مسئلہ میں غیروں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ غیروں میں کم ہیں جو اس نظریہ کو تسلیم کرتے وقت اس تاریخی حقیقت کا ذکر بھی کریں کہ یہ انکشاف سب سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا اور یہ کہ حضور کا یہ دعوےٰ خدائی خبر پر مبنی تھا۔

اس لیے جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ نے اس مسئلہ خصوصی پر زور دیتے ہوئے ایک تبلیغی مہم چلانے کا فیصلہ کیا ہے جس کے پہلے مرحلہ میں ٹورین کانفرنس کے معاً بعد جون ۱۹۷۸ء کے پہلے ہفتہ کے دوران "Ahmadiyya Conference on the Deliverance of Jesus from the Cross."
منعقد کی جائے گی۔ اور اس موقعہ پر یہ حقیقت وسیع پیمانے پر نشر کی جائے گی کہ اس نظریہ کے بانی مبانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور حضور کی پیشکردہ شہادتوں کے بعد جس قدر موافق تحقیق اس میدان میں دستیاب ہے اسے یکجا کر کے جماعت کی طرف سے اس کی نمائش اور اشاعت کی جائے۔ اس غرض کے لئے اس کانفرنس کے موقعہ پر

(۱) اس موضوع سے متعلق عناوین پر مقالے پڑھے جائیں گے۔

(۲) اس موضوع پر جس قدر کتب اور حوالے مہیا ہو سکیں ان کی نمائش کی جائے گی۔ اور ایک Selected Bibliography شائع کی جائے گی۔

(۳) جماعت کا اپنا پیدا کردہ لٹریچر "مسیح ہندوستان میں" سے لے کر آج تک جو شائع ہوا ہے اس سے منتخب کتب دوبارہ چھپوا کر تقسیم اور فروخت کے لئے مہیا کیا جائے گا۔

(۴) مستشرقین، عیسائی پادریوں اور اہلِ علم کو دعوت دی جائے گی کہ وہ اس موضوع پر تبادلہ خیالات کریں۔

(۵) کانفرنس کی جملہ کارروائی اور اس کے متعلق اخباری آراء، تبصرے، ریڈیو اور ٹیلی وژن کے بیانات، فلم وغیرہ کو مرتب کر کے کثرت سے اشاعت کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

(۶) مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی تحریر فرمائی ہے یہ کتاب عنقریب شائع ہو گی، انشاء اللہ — جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کی منتخب کمیٹی نے جب یہ تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں منظوری اور راہ نمائی کے لئے پیش کی کہ حضور اس موقعہ پر بنفسِ نفیس تشریف لا کر کانفرنس کا افتتاح فرمائیں اور مذاکرہ کے آخری روز اجلاس میں رونق افروز ہو کر اختتامی مقالہ ارشاد فرماویں تو حضرت اقدس نے ازراہ شفقت کانفرنس کی تجویز پر خوشنودی کا اظہار فرمایا، متعدد امور میں اپنی زریں ہدایات سے نوازا۔ اور اس موقعہ پر انگلستان تشریف لا کر جماعت احمدیہ برطانیہ کی عزت افزائی کو منظور فرمایا۔

احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ جہاں دعاؤں سے ہماری مدد فرمائیں وہاں اپنی آراء اور مشوروں سے نوازیں۔ اگر کسی دوست کے پاس کوئی نایاب صحیفہ، تصویر یا مضمون ہو تو کانفرنس کی نمائش کے لئے عاریتہً عنایت فرمائیں۔ انشاء اللہ شکریہ کے ساتھ بحفاظت واپسی کی ضمانت دی جائیگی۔ جو احباب اس موقعہ پر انگلستان تشریف لا کر کانفرنس میں شامل ہونے کا ارادہ فرماویں وہ جلد از جلد اپنے ارادہ سے احمدیہ مشن لنڈن کو آگاہ فرماویں تا انہیں ضروری معلومات بھجوائی جا سکیں۔ والسلام خاکسار

بشیر احمد رفیق۔ امام مسجد لنڈن

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ھُوَالشَّافِی

جماعت کے ڈاکٹر صاحبان کو ایک نصیحت

" ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنے ہی علوم کو کافی نہ سمجھیں بلکہ خدا تعالےٰ کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کر دیا کریں کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے۔ کہ بعض ایسے مریض جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے۔ ان کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک ان کی موت کے کوئی آثار نظر نہیں آتے خدا قبل از وقت ان کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔ اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں۔ مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور پھر ویسا ہی ظہور میں آتا ہے۔

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ موحد اور خدا پرست قوم تھی انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھُوَ الشَّافِی لکھنا شروع کر دیا۔ ہم نے اطباء کے حالات پڑھے ہیں۔ علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے۔ پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا۔ وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا۔ کیونکہ بعض امراض ایسے اَدَق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پس مسلمان اطباء نے ایسے وقتوں کے واسطے لکھا ہے کہ دعاؤں سے کام لے۔ مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر مرض کی اصلیت کو کھول دے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۴۴، صفحہ ۳۴۵)

از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے امام الصلوٰۃ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر جن خوش نصیب بزرگانِ کرام کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔ اور ان کے پیچھے خود بھی نمازیں ادا فرمائیں۔ ان کی فہرست ذیل میں برائے معلومات درج ہے۔ اس فہرست کے ۱ سے ۱۸ تک اسماء گرامی بارے ارشاد حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ نے بتائے تھے اور باقی اسماء خاکسار کے علم میں بعد میں آئے۔ اگر احباب ان کے علاوہ کسی اور ایسے بزرگ کے متعلق جانتے ہوں تو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ شکریہ۔ (عبدالرحمٰن انور دارالرحمت وسطی ربوہ)

۱۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
۲۔ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی
۳۔ حضرت حکیم فضل الدین صاحب "
۴۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب "
۵۔ حضرت مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی
۶۔ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی
۷۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب (مبلغ ماریشس)
۸۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب
۹۔ حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب بھیروی
۱۰۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی
۱۱۔ حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی
۱۲۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہوی
۱۳۔ حضرت مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی جھنگلاں
۱۴۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی
۱۵۔ حضرت میاں جان محمد صاحب بٹالوی
۱۶۔ حافظ معین الدین صاحب عرف حافظ معنا
۱۷۔ حضرت حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک (والد ماجد مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)
۱۸۔ حضرت حافظ نبی بخش صاحب فیض اللہ چک

مکرم چوہدری فیض عالم خان صاحب فیض جگوی ناظم آباد کراچی

ہمارے اجتماع

دنیا میں مختلف قسم کے اجتماعات ہوتے ہیں اور ان کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ان اجتماعات میں مذہبی بھی ہوتے ہیں اور دنیاوی بھی۔ لیکن چونکہ وہ اجتماعات اکثر روحانیت کی حقیقی روح اور جذبہ کے ماتحت نہیں ہوتے اس لئے وہ اجتماع ایک میلہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر ہمارا اجتماع خواہ مرکزی ہو خواہ مقامی جماعت کا ہو۔ وہ خدام الاحمدیہ کا ہو، لجنہ اماء اللہ کا ہو۔ انصار اللہ کا ہو یا اطفال الاحمدیہ کا ہو کوئی ایسا میلہ نہیں ہے۔ اس میں خالص دنیادار لوگوں کی دلچسپیوں کے کوئی سامان نہیں ہوتے۔ یہ اجتماع ایک خالص روحانی جماعت کے افراد کی مختلف تنظیمات اور شعبوں کی وقت اور ضرورت کے مطابق اور عمر کے لحاظ سے ایک تربیت گاہ ہے۔ اس میں افراد جماعت کا پچھلی طے شدہ منازل یعنی گزشتہ سالوں کی روحانی، دینی، اخلاقی، علمی مالی اور جسمانی ترقی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور آئندہ منزلِ مقصود کی طرف بڑھنے کا پروگرام اور لائحۂ عمل مرتب کیا جاتا ہے۔ افراد جماعت کے قلوب کا تزکیہ اور پاکیزہ تبدیلی پیدا کرنا اصل مقصود و مدّعا ہوتا ہے۔ نیز خدا تعالےٰ کا خوف زہد و اتقاء، پرہیز گاری اور آپس میں محبت اور اخوت کے رشتہ کو استوار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی اصلاح اور اصلاح خلق اللہ بھی مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ سب کام یاد رکھیں اس وقت تک نہیں ہو سکتے۔ جب تک خود ہمارے قول و فعل میں مطابقت اور دوسروں کے سامنے ایک اعلیٰ روحانیت کا عملی نمونہ ہم خود پیش نہ کر سکیں چنانچہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ علم اور دلائل کی جنگ بفضل خدا احمدیت نے جیت لی ہے۔ اب عملی زندگی ہی جب تک ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیم کی روشنی میں تمام اسلامی احکام و فرائض پر کار بند ہو کر دین کو دنیا پر مقدّم کر کے نہ دکھا سکیں، اپنی طرف کسی کو مائل نہیں کر سکتے۔ اور اس میں کامیابی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کے مطابق ایک ہی اور صرف ایک ہی گُر ہے کہ اطاعت امام الوقت یعنی اطاعت خلافت اور اس کی راہ نمائی میں مکمل نظم و ضبط کے ماتحت اس پر عمل ہے۔ چنانچہ اسی موضوع پر خاکسار کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

یاد رکھیں کہ وقت کی نزاکت اور اس کی اہمیت سے بے خبری ہماری کامیابی کو دور کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ پس لمے اسلام اور احمدیت کے پروانو! میں آپ سے مؤدبانہ التجا کروں گا کہ خدارا ماحول پر نظر ڈالیں، اسلام

کا مخالف لشکر اس کی روح سے بیگانہ اور بے خبر گروہ سے مل کر اسلام اور احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے حملہ آور ہو چکا ہے۔ اور اپنی قوت سے ہر حربہ استعمال کر رہا ہے۔ حرص و ہوس کے اندھے دیوتاؤں نے انسانیت اور اخلاقی وقار کو ملیامیٹ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ شرف انسانیت دم توڑ رہا ہے۔ زمانہ حال کی روحانی سرد مہری مفاد پرستی اور خود غرضی کے پھیلے ہوئے جالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حال اپنے ماضی اور مستقبل سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ ؎

نہ حال اچھا نہ چال سیدھی، نہ ناتھ آگے نہ بات پیچھے
چراغ خانہ اگر یہی ہیں تو اور خانہ خراب کیا ہے؟
نہ تول پورا نہ ناپ اپنا، خیال ان کا نہ آپ اپنا
اگر ترقی ہے نام اس کا، تو اور خانہ خراب کیا ہے؟

گویا مادی اسباب کی دلفریب اور حیرت انگیز ایجادات اور مغربیت کی سراب نما روشنی اور غلط قسم کے تصورات میں گھری ہوئی عقل انسانی قیاسات اور ممکنات کی بھول بھلیاں اور الجھنوں میں پھنس کر متحیر و پریشان ہے۔ ہاں زمانہ بڑا تیز گام ہے۔ اپنے مادی اسباب اور لوازمات کے لحاظ سے۔ لیکن افسوس روحانیت سے کورا۔ اپنی صحیح منزل سے غافل اور بے علم ہے۔

پس اے احمدی بھائی بہنو! بزرگو! نوجوانو! اور بچو! میں آپ سب سے ایک سوال کرنے کی جسارت کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔ یعنی آپ یہ بتائیں کہ دنیا کو اس کی صحیح منزل کی نشاندہی اور راہ نمائی کا شرف کس کو بخشا گیا ہے۔ اس پر ذرا سوچیں چند لمحات کے لئے اپنی گردنوں کو جھکا کر اپنے اپنے آئینہ دل میں جھانکیں۔ اور پھر اپنے ہی ضمیر سے یہی سوال کریں کہ "یہ شرف کس کو بخشا گیا ہے" اور پھر اپنے ہی ضمیر کا جواب سنکر بتائیں کہ اس نصب العین کے مخاطب کون ہیں؟ ہاں ذرا اپنے ماضی کی طے کردہ منازل کے نقوش لوح تصور پر لا کر دیکھیں اور غور کریں کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کا کارواں کہاں سے چلا تھا۔ یہ کہاں کہاں سے گزرا ہے۔ اور کن کن دشوار گزار اور پیچیدہ گھاٹیوں اور راستوں کو طے کر کے آیا ہے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے سوچیں کہ آخر یہ قافلہ کیا چاہتا ہے اور اس کو کہاں جانا ہے۔ اس نے ابھی تک کیا کچھ کیا ہے۔ اور اس کو اور کیا کیا کرنا ہے۔ اور اے میرے بزرگو بھائیو اور عزیزو! آپ کا امام ایدہ اللہ تعالیٰ ہاں وہ اولوالعزم سالار کارواں خدا تعالیٰ کی نصرتوں کا نشان ہے

شجاعت، سخاوت و نورِ فراست
جو اس میں ہے دنیا میں کم دیکھتے ہیں

ہاں وہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ آپ کو کیا کہہ رہا ہے۔ وہ خود کیا کر رہا ہے آپ کو کیا بتا رہا ہے۔ اور وہ

آپ سے کیا چاہتا ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں۔ اسی کا جائزہ لینے کے لیے ہمارا اجتماع ہوتا ہے۔ آئیں آگے بڑھیں۔ ان سب باتوں کا جائزہ لیں اور پوری قوت اور خلوص سے اپنی تمام استعدادوں کو مجتمع کر کے اپنے پیارے اولوالعزم و بابرکت امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہ نمائی میں احمدیت اور اسلام کے پاکیزہ نظام کی پیروی میں آگے بڑھیں اور اپنے کمزور بھائیوں۔ بہنوں اور ہر مرد و زن بچہ کو اس مضبوط آہنی زنجیر میں ایک دوسرے کے ساتھ کڑیوں کی طرح متحد رہو کر اس پاک سلسلہ عالیہ احمدیہ میں عملی طور پر منسلک ہو کر کام کریں ؎

اِدھر آئیں مل کر بنا کر قطاریں ۔ قدم کو سنواریں، یقیں کو ابھاریں
عمل کی ضیا فکر کی روشنی سے ۔ پریشان دنیا کے رستے سنواریں
ارادہ، عمل، جوش، دل کی صفائی ۔ توکّل کی دولت جنہیں مل گئی ہے
بدلتے ہیں ظلمت کو نور و ضیا سے ۔ خزاں کو عطا کرتے ہیں وہ بہاریں
پروئے ہوئے ایک دھاگے میں موتی ۔ جواہر چمکتے ہیں اک سلسلہ میں
یہ اطفال و انصار و خدّام سارے ۔ منظم ہیں طفل و جواں کی قطاریں
ہے تقسیم تفریق ہرگز نہیں ہے ۔ جمع ہو کے ضربِ عمل پر یقیں ہے
فقط اس میں حکمت خلیفہ کی یہ ہے ۔ یہ اُن کو سنواریں وہ اِن کو سنواریں
خدا کی محبّت، نبی کی اطاعت ۔ مسیحِ زماں اور خلافت کی برکت
بہشتِ بریں پر وہ کوثر کے مالک ۔ یہ کوثر سے بہتی ہوئی آبشاریں
جو آزاد ہو شامِ ظلمت سے یکسر ۔ وہ صبح سہانی وہ ٹھنڈا سویرا
خزاں جس پہ پھر تا قیامت نہ آئے ۔ ہمیں فیضؔ لاتی ہیں ایسی بہاریں

(از تقدیس افکار مجموعہ کلام فیضؔ چنگوی)

یاد رکھیں دنیا میں مختلف مقاصد کے پیشِ نظر مختلف قافلے رواں دواں ہیں۔ لہذا یہ وقت سرِ راہ ستانے کا نہیں ہے۔ ورنہ مادہ پرستوں کی زد میں آ کر کچلے جانے کا خدشہ ہے۔ پس اپنے قادر و توانا خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑیں آگے بڑھیں۔ سنیں، پھر سنیں آپ کو کون پکار رہا ہے۔ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ آپ کہاں سے چلے اور آپ کو کہاں جانا ہے۔ آپ کتنی مسافت طے کر چکے ہیں۔ کتنی اور باقی ہے۔ اور کون کون سی قومیں منتظر آپ کی راہ تک رہی ہیں۔ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیوانو! اے شمع خلافت کے پروانو! اے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشقو! دین اسلام اور قرآن کریم کے نور کو ساری دنیا میں پھیلانا اور ہر خطہ پر اسلام کا جھنڈا تم نے گاڑنا ہے۔ اور یہی ہمارے اجتماع کا مقصد ہے۔

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصاراللہ میں چندہ دینے والے اصحاب

(قسط نمبر ۱۳)

مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصاراللہ میں ادا کرنے والے معطی حضرات کی قسط نمبر ۱۳ درج ذیل ہے گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر نصب ہونے والی سنگ مرمر کی یادگار تختیوں پر ایسے تمام حضرات کے اسماء گرامی کندہ کروائے جا رہے ہیں جو احباب اپنے یا اپنے والدین یا فوت شدہ عزیز واقارب کے نام ان یادگار تختیوں پر محفوظ کرانا چاہتے ہوں ان کے لئے موقعہ ہے کہ مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم ادا کر کے اس کار خیر میں شامل ہوں اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار چھوڑ جائیں۔

	روپے
۱۔ چوہدری عمر دین صاحب منجانب ثناء اللہ صاحب ایڈووکیٹ چشتیاں ضلع بہاول نگر	۳۰۰-۰۰
۲۔ مکرم عبدالماجد صاحب کراچی	۳۰۰-۰۰
۳۔ ” ملک محمد افضل صاحب مرحوم منجانب پسر ملک محمد اکرم صاحب گوجرانوالہ	۳۱۳-۰۰
۴۔ ” مرزا فیض محمد صاحب تاروال منجانب مرزا احمد صدیق صاحب انگلینڈ	۳۰۰-۰۰
۵۔ ” میاں مراد علی صاحب مرحوم ذرگر گوجرانوالہ منجانب پسر اشفاق احمد صاحب مغربی جرمنی	۳۰۰-۰۰
۶۔ مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ مرحومہ اہلیہ مراد علی صاحب مرحوم منجانب پسر خالد محمود صاحب ” ”	۳۰۰-۰۰
۷۔ مکرم خالد محمود صاحب ولد مراد علی صاحب مرحوم مغربی جرمنی	۳۰۰-۰۰
۸۔ ” چوہدری محمد دین صاحب مرحوم ولد چوہدری لکو خاں صاحب مرحوم منجانب پوتا نعیر احمد صاحب ابن چوہدری بشیر احمد صاحب چک ۳۷ جنوبی سرگودھا مغربی جرمنی	۳۰۰-۰۰
۹۔ مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ مرحومہ بنت محمد علی صاحب مرحوم منجانب پسر حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج مغربی جرمنی	۳۰۰-۰۰
۱۰۔ مکرم رستم علی صاحب ولد منیر الدین صاحب مرحوم کنری سندھ ” ” ” ” ”	۳۰۰-۰۰
۱۱۔ ” چوہدری فرزند علی صاحب نمبردار چک ۱۲/۱۱ ایل ساہیوال منجانب چوہدری مقصود احمد صاحب مغربی جرمنی	۴۰۰-۰۰
۱۲۔ مکرمہ نواب بی بی صاحبہ مرحومہ اہلیہ چوہدری فرزند علی صاحب ” ” ” ” ”	۴۰۰-۰۰
۱۳۔ ” برکت بی بی صاحبہ اہلیہ ثانیہ ” ” ” ” ” ”	۴۰۰-۰۰

اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس قربانی کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوّل ۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اِس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم ۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا ! اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم ۔ یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم ۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم ۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم ۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم ۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم ۔ یہ کہ اِس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اِس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا